روزنامہ **الفضل** ربوہ

فون نمبر: ۴۴۹

ایڈیٹر: نسیم سیفی

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۳۹/۷۴ | بدھ ۲۰ محرم الحرام ۱۴۱۰ھ ۔ ۲۳ ظہور ۱۳۶۸ ہش ۔ ۲۳ اگست ۱۹۸۹ء | نمبر ۱۹۱

اخبارِ احمدیہ

سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ کے یو۔کے احمدیہ جماعت کے جلسہ سالانہ پر خطبات قارئین کی خدمت میں پیش کئے جا رہے ہیں۔

احباب سے گزارش ہے کہ یہ صرف انہی دوستوں تک محدود نہ رہیں جو الفضل کے خریدار ہیں۔ کوشش کی جائے کہ جماعت کا ہر فرد یہ خطابات خود پڑھے یا دوسروں سے سن لے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا اختتامی خطاب

میں جہاں بھی گیا اللہ تعالیٰ نے کچھ نئے جواہر اور نئے موتی عطا کئے

آج احمدیت کو ساری دنیا میں احسان اور عزت کے ساتھ یاد کیا جا رہا ہے

’آپکا جوبلی پیغام ایک عالمی پیغام ہے جو ہر قسم کے ظلم اور سفاکی کی نفی کرتا ہے‘

(اونٹاریو اسمبلی کے اپوزیشن لیڈر)

گوئٹے مالا کے سیکیورٹی چیف اور ان کے پانچ ساتھیوں نے بیعت کر لی

سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ کا احمدیہ جماعت یو۔کے‘ کے جلسہ سالانہ کے موقع پر اختتامی خطاب

حضور انور نے اپنے خطاب کے آغاز میں حکومت برطانیہ کا شکریہ ادا کیا کہ اس نے امسال پاکستان اور دیگر ممالک کے احمدیوں کو ویزا کے اجراء میں نرمی سے کام لیا۔

حضور نے فرمایا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ حکومت برطانیہ کو گذشتہ چار پانچ سالوں کے تجربہ سے یہ بات محسوس ہوگئی ہے کہ جماعت احمدیہ کا کردار دوسروں سے مختلف ہے اور یہ اپنے وعدوں کو پورا کرتے ہیں اس لئے ہمیں بھی اپنے کردار کی پختگی کا ثبوت دیتے ہوئے اپنے ان وعدوں پر قائم رہنا چاہیئے جو ان ویزوں کے حصول کے لئے ان سے کئے گئے ہیں۔ فرمایا چونکہ آپ دین حق کے نمائندہ ہیں اس لئے میں آپ سب آنیوالے مہمانوں سے توقع رکھتا ہوں کہ آپ اپنے وعدوں کو پورا کریں گے۔ لیکن اگر کہیں بدنیتی کا کوئی کیڑا پل رہا ہو تو اسے کچل دیں۔

اس کے بعد حضور نے صد سالہ جشن تشکر کے سلسلہ میں دوروں کی تفصیلات بیان فرمائیں اور بتایا کہ افریقہ کے تقریباً ہر ملک میں سربراہان حکومت نے میرے ساتھ انتہائی حسن و احسان کا سلوک کیا اور باوجودیکہ وہاں بعض ممالک میں جماعت کی مخالفت کی لہریں اٹھی ہوئی ہیں پھر بھی ان حکمرانوں نے بڑی محبت سے میرا استقبال کیا اور ہمیشہ بڑی توجہ سے میرے مشوروں کو سنا اور بعد ازاں مستقل تعلق بھی پیدا کیا۔ حالیہ ورلڈ ٹور کے بارہ میں فرمایا کہ میرے لئے یہ ایک بہت ہی عجیب تجربہ تھا جیسے ایک ڈیڑھ ماہ کے عرصہ میں دنیا کے مختلف حصوں میں رہنے والوں کے ساتھ یکجان ہوتا ہوا محسوس ہوا ہے اور تمام جغرافیائی حدیں مٹتی ہوئی دکھائی دی ہیں۔

فرمایا میں جہاں بھی گیا وہاں کے حالات میں ڈوبا اور ڈوب کر جب بھی ابھرا تو .... اللہ تعالیٰ نے کچھ نئے جواہر اور نئے موتی عطا کئے

حضور نے کینیڈا کے دورہ کو حیرتوں کا دورہ قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ انکی حکومت، ممبران پارلیمنٹ، میئرز امیگریشن آفیسرز اور عوام الناس غرضیکہ جس کسی کے ساتھ واسطہ پڑا ہم نے اُسے بے حد مہربان پایا۔ بغیر مطالبہ کے انہوں نے ایسا حسن سلوک کیا کہ میرا دل ہمیشہ انکی محبت میں اُبلتا رہا اور اُنکے شکریہ کی خاطر میں نے فیصلہ کیا کہ دنیا کے ۱۲۰ ممالک کی جماعتوں کو اس قوم کی عظمت اور انکی انسانی ہمدردی اور اعلیٰ اخلاق کی قدروں سے مزین ہونے کا بتلاؤں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فرمایا دورہ سے قبل انہوں نے کہا کہ ہم آنے والوں سے حُسنِ سلوک تو کرتے ہیں مگر V.I.P. TREAT-MENT صرف حکومت کے سربراہوں کو دیتے ہیں۔ لیکن دورہ شروع ہونے پر انہوں نے تمام پروٹوکولز کے برخلاف ہمیں V.I.P سے بڑھ کر ٹریٹ منٹ دی۔ ان حیرت انگیز واقعات پر مجھے جماعت سے شکوہ بھی پیدا ہو کہ شاید انہوں نے حکومت سے گر گر کچھ مانگا ہے لیکن جب پتہ کیا گیا تو معلوم ہوا کہ مرکزی حکومت کی طرف سے سب جگہ یہ حکم بھجوا دیا گیا ہے کہ یہ شخص آرہا ہے اس کے اعزاز میں ہر وہ کارروائی کرو جو حکومتوں کے سربراہوں کی آمد پر تم کرتے ہو۔

حضور نے حکومتوں کے ان احسانات کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ باوجودیکہ میں ان باتوں کو بیان کرتے ہوئے شرم محسوس کرتا ہوں لیکن چونکہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے ایک نظم کی صورت میں یہ پیش گوئی فرمائی تھی کہ ؎

اگر تیرا بھی کچھ دیں ہے بدل دے جو میں کہتا ہوں
کہ عزت مجھ کو اور تجھ کو ملامت آنے والی ہے

فرمایا ــ پاکستان میں بعض ناسمجھ احمدی جب حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف گالیاں سنتے ہیں تو گھبرا جاتے کہ یہ کیا بات ہے وعدہ تو یہ تھا کہ میں تیرے نام کو عزت کے ساتھ بلند کروں گا اور تیری تذلیل کرنیوالے ناکام و نامراد رہیں گے۔ پھر یہ گالیاں کیوں؟ اس میں کیا حکمت ہے؟

فرمایا ــ ان کا ایمان تو کامل ہوتا ہے لیکن وہ راز کو سمجھ نہیں سکتے۔ میں انہیں یہ سمجھانا چاہتا ہوں کہ اس سال خدا نے بڑی شان کے ساتھ ہمیں یہ فلسفہ سمجھا دیا ہے کہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ہرگز یہ مطلب نہیں تھا کہ جو مجھے گالیاں دیتا ہے اس کی تذلیل اس طرح ہوگی کہ وہ مجھے گالیاں دینی چھوڑ دیں گے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:
وہ گالیاں دینی چھوڑ دیں تو پھر ان کی تذلیل کیسے ہوگی۔ سچی تذلیل تو یہ ہے کہ انسان گندگی پر منہ مارنے کی وجہ سے اپنے ہی ماحول کی نفرت کا نشانہ بن جائے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا۔
جس کو وہ عزت دینا چاہے اگر غیر جانبدار دنیا اس کی عزت افزائی کرتی چلی جائے اور اس کو عزت و احترام سے یاد کرے اور دنیا کے کونے کونے میں اس کو ہی نہیں اس کے غلاموں کو بھی عزت سے یاد کیا جائے تو یہ سچی عزت ہے۔

حضور انور نے فرمایا:
حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے سو سال قبل جو پیشگوئی فرمائی تھی اس کا لفظ لفظ پورا ہوا ہے۔ چنانچہ ۱۲۰ ممالک میں سے صرف ایک ملک میں آپ کے خلاف گندی زبان بولی جارہی ہے مگر گندی زبان استعمال کرنے والوں کا حال تو دیکھیں جبکہ اس کے مقابل پر آج احمدیت کو ساری دنیا میں احسان اور عزت کے ساتھ یاد کیا جا رہا ہے کہ آج سے پندرہ سال قبل آپ اس کا تصوّر بھی نہیں کر سکتے تھے۔

حضور نے کینیڈا کے دورہ کی مزید تفصیلات بیان کرتے ہوئے فرمایا،
ٹورنٹو میں جو استقبالیہ دیا گیا وہ ایک عجیب کیف آگین منظر تھا۔ تقریباً پندرہ سو مہمان وہاں موجود تھے ان میں سے سات پارلیمنٹ کے ممبر۔ چھ میئرز ایک صوبائی وزیر ایک صوبہ کے اپوزیشن ممبر اور دو صوبائی پارلیمنٹ کے ممبر تھے۔

حضور نے فرمایا۔
جب دوستوں نے وہاں ہمیں خوش آمدید کہا اور جس طرح حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اس غلام کو عزت سے نوازا اس پر میرا دل تو حمد و ثناء میں ڈوبا رہا۔ میں مسلسل حیرت سے دیکھ رہا تھا کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ ایک تقریب میں میری کتاب "مذہب کے نام پر خون" کی اتنی تعریف کی گئی کہ ایک صاحب نے وہاں کہا کہ حقیقت میں دین حق کا نقطہ نظر اگر کسی نے معلوم کرنا ہے تو اس کتاب سے ملے گا۔ یہ دین حق ہے۔ یہ ہم اس لئے کہہ رہے ہیں کہ انہوں نے اس کو ثابت کر دیا ہے اور کوئی شک نہیں چھوڑا۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا،
اس موقع پر وزیر خارجہ کینیڈا کا ایک خط بھی پڑھ کر سنایا گیا، جس میں انہوں نے بہت ہی خوشی کے کے ساتھ مجھے کینیڈا کے دورے پر خوش آمدید کہا تھا۔ اس کے بعد اونٹاریو (ONTARIO) اسمبلی کے اپوزیشن کے لیڈر نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ آپ کا جوبلی پیغام ایک عالمی پیغام ہے جو ہر قسم کے ظلم اور سفاکی کی نفی کرتا ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ ہم آپ کو خوش آمدید کہتے ہیں اور آپکی جماعت کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ لیکن اگر میں یہ کہوں تو زیادہ صحیح ہوگا کہ ہم آپ کے پیغام کو خوش آمدید کہتے ہیں۔

مزید تفصیل بیان کرتے ہوئے حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ
ایک شہر کے ڈپٹی میئر نے وہاں تقریر کرتے ہوئے اپنی کونسل اور میئر کی طرف سے مبارکباد پیش کی پھر اس دن کو

"AHMADIYYA ____ DAY"

اور اس ہفتہ کو

"AHMADIYYA ____ WEEK"

قرار دیا۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں اس بات پر فخر ہے کہ کینیڈا میں بنائی جانے والی سب سے پہلی احمدیہ بیت الذکر ہماری کونسل میں ہے۔ یہ کہہ کر انہوں نے اپنے شہر کی چابی، شہر کا جھنڈا اور ایک تختی پر لکھی ہوئی "خوش آمدید" کی تحریر مجھے پیش کی اور ساتھ ہی ایک کتاب کا تحفہ بھی پیش کیا۔ ایک اور میئر نے گولڈن پیپر لیف (GOLDEN PAPER LEAF) پیش کیا اور اس دن کو احمدیہ ــ ڈے اور اس ہفتہ کو احمدیہ ــ وِیک قرار دیا۔ اس کے بعد میئر آف مارتھم (MARTHAM) نے اپنے شہر کی اعزازی شہریت پیش کی، اونٹاریو کے ایک۔ اور ممبر آف پارلیمنٹ نے اونٹاریو کی گولڈن پن میری شیروانی پر لگائی۔ فرمایا

ایک اور ممبر آف پارلیمنٹ نے تقریر کرتے ہوئے نعرے لگوائے کہ

LONG LIVE HIS HOLINESS
LONG LIVE CANADA
LONG LIVE AHMADIYYAT

بعض ممبران پارلیمنٹ جو اس جلسہ میں نہیں آسکے تھے وہ گھر پر آکر ملے اور ہمارے جلسہ کا جو آخری دن تھا اس میں مرکزی وزیر تشریف لائے جنہوں نے پرائم منسٹر کا ایک پیغام میرے نام خود جلسہ میں پڑھ کر سنایا۔

ریڈیو، ٹی وی اور اخبارات کے ذریعہ جو کوریج (COVERAGE) ملی ہے اس کی تفصیل بتانا تو ممکن ہی نہیں، لیکن جو محتاط اندازہ ماہرین نے لگایا ہے اس کے مطابق قریباً پچاس لاکھ کینیڈین دوستوں تک دین حق کا پیغام پہنچا۔

اس کے بعد حضور نے امریکہ کے دورہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ
امریکہ کا دورہ بھی بڑے ہی عجیب رنگ میں شروع ہوا۔ ایک دن میں اتنے پروگرام ہوتے تھے کہ وقت کا اندازہ ہی ختم ہوگیا۔ اور دن رات کی تفریق ہی مٹ گئی تھی۔

فرمایا۔ مانچسٹر میں ایک عجیب واقعہ ہوا ہے کہ آج سے قریباً سو سال پہلے وہاں کے ایک اخبار نے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کا پیغام شائع کیا تھا۔ اور ایک سو سال بعد اسی اخبار نے میرا پیغام نمایاں سرخیوں کے ساتھ شائع کیا۔ ایک پادری نے اخبار کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ اس سے زیادہ خوبصورت جماعت میں نے آج تک نہیں دیکھی۔ وہاں ایک ریڈیو نے میرا انٹرویو لیا جو لاکھوں لوگوں نے سنا۔

نیویارک میں مجلس سوال و جواب ہوئی جس میں چھ سو کے قریب آدمی آئے۔

واشنگٹن میں وائس آف امریکہ نے انٹرویو ریکارڈ کیا۔ ٹیلی ویژن پر انٹرویو نشر ہوا۔

یہ انٹرویو اتنا لمبا تھا کہ کچھ لوگوں نے مجھے اس کی کیسٹ بھجوائی اور کہا کہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ ٹیلی ویژن ہی احمدی ہوگیا ہے۔

حضور نے امریکہ کے جلسہ سالانہ اور نمائش کی کامیابی کے علاوہ سان فرانسسکو کے نئے مشن ہاؤس کا بھی ذکر فرمایا۔ اور بتایا کہ وہاں ایک بیت کے امام مجھ سے ملنے تشریف لائے اور کہا کہ اب مجھے احساس ہوا ہے کہ دین حق کی خدمت صرف آپکی جماعت کر رہی ہے۔

فرمایا ــ سفر کے دوران ایک ہوٹل میں ٹھہرے تو اس کے ڈپٹی مینجر نے احمدیت میں اتنی تیزی سے دلچسپی دکھائی کہ پھر وہ لاس اینجلیس کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلسہ میں بھی آئے اور ان کی پیاس اور بڑھی تو وہ یہاں بھی تشریف لے آئے ہیں۔ لاس اینجلس کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ لاس اینجلس میں بیت الذکر کا افتتاح ہوا۔ اخبارات نے جو اسکو کوریج دی ہے وہ ایک اندازے کے مطابق بائیس لاکھ اکتالیس ہزار دو سو نواسی (۲۲۴۱۲۸۹) لوگوں نے پڑھا۔ یہ وہ گنتی ہے جو اخبارات نے خود بتائی ہے کہ اس تعداد میں اخبارات شائع ہوتے ہیں۔ اس کے بعد حضور نے گوئٹے مالا کے دورہ کا ذکر کیا اور فرمایا:۔

گوئٹے مالا میں خدا تعالیٰ مجھے یہ سبق دینا چاہتا تھا کہ احمدی کردار تو بہانہ ہے یہ میرا فضل ہے جو میں نازل کر رہا ہوں۔ میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ اس سال کو حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی عزت اور تکریم کا سال بناؤں گا۔ اس لئے یہاں جو تم سے ہونے لگا ہے اسکی وجہ ڈھونڈ کر بتاؤ کہ کیوں ہو رہا ہے اور اسکی کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔

حضور نے فرمایا:۔

میں جب ایئرپورٹ پر پہنچا تو ایک نائب وزیر صاحب وہاں پہنچے ہوئے تھے۔ ایک وہاں کے سب سے بڑے اخبار کے معزز نمائندہ پہنچے ہوئے تھے۔ اس کے علاوہ مجھے پتہ چلا کہ پریذیڈنٹ کے نمائندہ نے بھی پہنچنا تھا۔ لیکن جہاز کے وقت کی غلطی کی وجہ سے وہ بروقت نہ پہنچ سکے لیکن وہ بعد میں پہنچے بعد میں چھوٹی سی محفل سوال و جواب ہوئی میں نے پوچھا کہ یہ لوگ کیوں آ گئے ہیں ہم تو کسی کو جانتے نہیں۔ یہاں ایک بھی احمدی نہیں بیت الذکر ہم نے بنالی ہے۔ لیکن ہمیں تو یہ بھی پتہ نہیں کہ نمازیں کون پڑھیگا۔ سوائے اس کے کہ انچارج اکیلا نمازیں پڑھنا شروع کر دے۔ ہم تو اس فکر میں آئے تھے۔ تو مجھے وہ جو اخباری نمائندہ تھا۔ اس نے ایک بات بتائی پھر میرے سامنے یہ مسئلہ حل ہونا شروع ہوا۔ انہوں نے کہا کہ جب مجھے پتہ چلا کہ آپ ایک بیت الذکر کے افتتاح کے لئے تشریف لا رہے ہیں۔ تب مجھے یونہی خیال آگیا کہ میں جو زائچہ نکالتا رہتا ہوں۔ اور ستارے پڑھنے کی کوشش کرتا ہوں۔ اور اس میں میں سارے ملک میں مشہور بھی ہوں تو اس دن کا زائچہ نکال کے دیکھوں کہ یہ دن کیسا ہے۔ جب میں نے زائچہ نکالا تو مجھے پتہ چلا کہ گوئٹے مالا کی تاریخ میں یہ سب سے معزز دن ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس وقت میرے دل میں جاگزین ہو گیا۔ کہ یہ کوئی اہم واقعہ ہے اور اس کا تعلق آپ سے ہے۔ چنانچہ انہوں نے جماعت سے متعلق بہت اچھا مضمون اپنے اخبار میں شائع کیا کہ جس سے تمام گوئٹے مالا میں احمدیت سے غیر معمولی دلچسپی پیدا ہو گئی۔ ہماری بیت الذکر کے افتتاح کی تقریب میں ملک کے وائس پریذیڈنٹ، ہیلتھ منسٹر CONSTITUTIONAL COURT کے چیف جسٹس اور ایک نائب وزیر خارجہ تشریف لائے ہوئے تھے ان کے علاوہ جو معززین تشریف لائے ان کی تعداد ۵۰۰ تھی۔ اخبارات نے بڑی شان کے ساتھ بڑی اچھی سرخیوں کے ساتھ اس کا چرچا کیا۔ پھر ٹیلی ویژن والوں نے دعوت دی۔ وہاں جاکر میں نے ۳۵ منٹ کا انٹرویو دیا۔ پھر اسی دن انہوں نے بغیر کانٹ چھانٹ کے پورا انٹرویو نشر کر دیا۔ اسی طرح ریڈیو والوں نے انٹرویوز نشر کئے۔

پھر وہاں جو عشائیہ ہوا اس میں باوجود ڈاک کی ہڑتال کے بعض سفارت کار بعض نائب وزراء ۱۶ اور معززین تشریف لائے ہوئے تھے۔ وہاں کے پریذیڈنٹ صاحب سے ملاقات بھی ہوئی۔ انہوں نے کہا کہ میری بڑی خواہش تھی کہ آپ کی بیت الذکر کے افتتاح کی تقریب میں آؤں لیکن کیبنٹ کی نہایت اہم میٹنگ کی وجہ سے نہ آسکا۔ لیکن میں نے اپنے وائس پریذیڈنٹ کو میٹنگ سے اٹھا کر افتتاحی تقریب میں بھجوایا کیونکہ میری خواہش ہے کہ ان کی پوری عزت اور تکریم کی جائے۔ پھر انہوں نے کہا۔ کہ آپ آئندہ بھی ہمارے ملک میں تشریف لائیں۔ لیکن پہلے سے مجھے مطلع کر دیں تا کہ میں زیادہ کھلے بازوؤں کے ساتھ آپ کا استقبال کر سکوں۔

حضور نے یہ بھی ذکر فرمایا کہ ہمارے پورے دورے کے دوران پولیس اسکواڈ ہمیشہ مسلسل ہمارے ساتھ رہتی تھی۔ اور جس سڑک پر سے بھی گزرتے تھے ساری دوسری ٹریفک مسلسل بند کر دی جاتی تھی۔

فرمایا ایک دلچسپ تجربہ وہاں یہ ہوا کہ ہمارے سیکورٹی چیف جو تھے انہوں نے مجھ سے درخواست کی کہ میں آپکے ساتھ نماز پڑھنا چاہتا ہوں میں نے کہا کہ بڑی خوشی کے ساتھ پڑھیں جب اُن سے اسکی وجہ پوچھی گئی تو کہنے لگے کہ میری بیوی نہایت کٹر کیتھولک ہے وہ ہمیشہ مجھے کہا کرتی ہے کہ فلاں جو منسٹر آئے تھے انھوں نے بہت اچھی سروس کی اور اس کا دل پر بڑا اثر ہوا ہے۔ تم بھی کبھی آؤ۔

انہوں نے کہا کہ آپ کے ساتھ جو دو تین دن گزارے ہیں اور آپکی نمازیں دیکھی ہیں تو میں نے اپنی بیوی سے جاکر کہا کہ تمہیں پتہ ہی نہیں کہ روحانیت کیا ہوتی ہے۔ تم احمدیوں کو نماز پڑھتے دیکھ لو تو تمہیں پتہ لگے کہ دل کی کیا کیفیت ہوتی ہے اور اس قدر میرے دل پر اس کا اثر ہے اس لئے مجھے اجازت دیں کہ آپ کے ساتھ نماز پڑھوں۔

چنانچہ انہوں نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی انہوں نے اور ان کے سیکورٹی اسٹاف نے حضور کی مجلس سوال و جواب کے دوران کہا کہ دل سے تو ہم دین حق کے پیروکار ہو چکے ہیں لیکن اب دیر یہ ہے کہ ہم اپنے خاندانوں کو سمجھا لیں۔

حضور نے منسٹر آف ہیلتھ کے بارہ میں بتایا کہ انہوں نے دو بار ملاقات کی اجازت مانگی اور ڈیڑھ گھنٹہ تک بیٹھے رہے۔ بار بار حضور کی خدمت میں عرض کرتے رہے کہ مجھے آپ کی ذات میں خدا کی محبت اور خدا کی WISDOM دکھائی دیتی ہے۔ اس لئے آپ مجھ سے وعدہ کریں کہ کبھی مجھے دُعاؤں میں نہیں بھولیں گے۔

حضور نے فرمایا کہ ایک اور عجیب واقعہ ہوا کہ وزیر خارجہ نے پیغام بھجوایا کہ میں تو کیبنٹ کی میٹنگ میں پھنسا ہوا تھا اس لئے حاضر نہیں ہو سکا لیکن میرے ڈپٹی منسٹر نے جو کچھ مجھے بتایا ہے اس سے میرے دل میں بڑا شوق پیدا ہو گیا ہے۔ مجھے بھی کچھ وقت دیں۔

میں نے کہا کہ کل صبح تو میں واپس جا رہا ہوں۔ صبح کو پریس کو وقت دے چکا ہوں۔ یہ رات ہی ہے انہوں نے کہا کہ پھر میں کھانے کے بعد آجاؤں گا۔ چنانچہ وہ بھی آئے اور ڈیڑھ دو گھنٹہ تک ٹھہرے اور جاتے جاتے کہا کہ میری درخواست ہے کہ آپ ہمیشہ مجھے اپنے دل میں جگہ دیں۔

حضور نے فرمایا کہ آپ بتائیں کہ اس میں کسی کوشش کا کیا دخل ہے۔ احمدی وہاں تھے نہیں۔ ان کے کردار کا کیا سوال تھا۔

اللہ تعالیٰ نے آسمان سے فرشتے بھیجے ہوئے تھے جو دلوں میں تبدیلی پیدا کر رہے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ سے جو وعدہ کیا تھا کہ تیرے دشمن ذلیل ہونگے اور تیرے نام کو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا، یہی وہ وعدہ تھا جو حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے غلام کی عزت کی صورت میں ظاہر ہونا تھا ورنہ میں کیا اور میری حقیقت کیا۔ یہ خالصتاً خدا تعالیٰ کی شان کے جلوے تھے جو میں نے دیکھے۔ اس کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے وہاں کی بیت الذکر کے بننے کے سلسلہ میں الٰہی سامانوں کا بھی ذکر فرمایا اور بتایا کہ میں یہاں سفر سے واپس پہنچا ہوں تو وہاں سے اطلاع ملی کہ وہ سیکورٹی چیف باقاعدہ بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہو چکے ہیں اور ان کے ساتھ ان کے پانچ ساتھی بھی بیعت کر چکے ہیں اور اب وہ اپنے خاندانوں کے لئے کوشش کر رہے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اور بھی لوگوں میں دلچسپی پیدا ہو رہی ہے اور میں امید رکھتا ہوں کہ بہت ہی تیزی سے گوئٹے مالا میں دین حق پھیلے گا،

اس کے بعد فجی کے دورہ کے حالات بیان کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ جب میں پچھلی دفعہ وہاں گیا تھا تو مسلمانوں کی مخالفت کی وجہ سے حکومت نے تعاون تو کیا۔ شرافت کا ثبوت بھی دیا لیکن اظہار محبت سے معذوری ظاہر کی۔ اس دفعہ گیا تو کایا ہی پلٹی ہوئی تھی۔ پریذیڈنٹ صاحب نے بھی ملنے کا وقت دے دیا۔ پرائم منسٹر سے بھی ملاقات ہوئی اور وہاں کے انقلابی کونسل کے لیڈر جو ہوم منسٹر بھی ہیں اور فوج کے سربراہ بھی انہوں نے بھی اپنی روایات کے برخلاف وقت دیا اور جو وزیر میرے ساتھ وہاں گئے تھے انہوں نے باہر نکل کر حیرت کا اظہار کیا۔ انہوں نے کہا کہ میں بہت مرتبہ ان کے ساتھ بہت سے مختلف آنے والوں کے ساتھ مل چکا

(باقی صہ ۸ پر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تعارف
نون۔ سین

علمی دنیا میں انقلاب عظیم

مولانا دوست محمد صاحب شاہد مؤرخ احمدیت نے مکرم پیر افتخار الدین احمد صاحب راولپنڈی کی فرمائش پر یہ مختصر سی کتاب لکھی ہے۔ کہنا تو ہم اسے کتابچہ چاہتے ہیں۔ لیکن بعض علمی دوست کتابچے کے لفظ سے ہم آہنگی کا اظہار نہیں کرتے انکا خیال ہے کہ کتاب چھوٹی ہو یا بڑی بہرحال کتاب ہے۔ اگر چھوٹی کتاب کو کتاب کی بجائے کتابچہ کہا جائے۔ تو پھر بڑی کتاب کو جو ہزار ڈیڑھ ہزار صفحات پر مشتمل ہو۔ کیا کہا جائے۔ بات تو ٹھیک لگتی ہے۔ لیکن کتابچے کا لفظ خاصا عام ہو چکا ہے اور اس کے باوجود ہم اسے چھوٹی سی کتاب ہی کہتے ہیں اس میں جو باتیں بیان کی گئی ہیں وہ ان مسائل کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں جو حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی آمد سے پہلے تو کسی اور طرح سمجھے جاتے تھے اور حضور کی آمد کے بعد حضور کے علم کلام کے زیر اثر بالکل ہی مختلف ہو گئے۔ مصنف نے اسی تبدیلی کو انقلاب عظیم کے نام سے موسوم کیا ہے۔ جی تو یہ چاہتا ہے کہ ان ساری باتوں کا خلاصہ تعارف کے طور پر پیش کیا جائے لیکن اگر ۵۵ صفحات میں ۳۶ باتیں پیش کی جائیں تو آپ سمجھ سکتے ہیں کہ یہ تو خود ہی خلاصہ ہے۔ ان کا مزید خلاصہ کیا پیش کیا جائے اس لئے ہم صرف انہیں چند سطور پر اپنے تعارف کو ختم کرتے ہیں اور قارئین سے گزارش کرتے ہیں کہ وہ اس کتاب کا ضرور مطالعہ کریں۔ ان کے دلوں کو اطمینان حاصل ہو گا اور وہ اس بات سے انتہائی مسرت محسوس کریں گے کہ جس شخص کو انہوں نے مانا ہے۔ اس کے علم کلام نے دنیا میں کتنا بڑا انقلاب پیدا کیا قیمت تو کتاب پر درج نہیں ہے لیکن آپ مصنف سے رابطہ قائم کر سکتے ہیں یا جمال الدین انجم سے جو احمد اکیڈمی ربوہ کے مالک ہیں اور اس کتاب کے ناشر۔

ایک اور کتاب

جی۔ ڈبلیو۔ چوہدری نے گزشتہ سال ایک کتاب "پاکستان فوجی اقتدار سے سول حکومت تک انتقال اقتدار کی کہانی" لکھی تھی۔ یہ صاحب ایک ممتاز دانشور ہیں ۱۹۷۱ء کے سانحہ سقوط مشرقی پاکستان پر انہوں نے ایک حقیقت پسندانہ (اور یوں تو ہر لکھنے والا اپنی تحقیق کو یا کتاب کو حقیقت پسندانہ ہی کہتا ہے) تجزیہ لکھنے اور اسے متحدہ پاکستان کے آخری ایام کے نام سے چھپوانے کے سلسلے میں بنگلہ دیش اور پاکستان دونوں کی دشمنی مول لی۔ بنگلہ دیش نے انہیں پاکستان کا ایجنٹ کہا اور پاکستان کے حکمرانوں نے انہیں پاکستان کا غدار کہا، چنانچہ کتاب دونوں ملکوں میں ضبط کر لی گئی اور اس کی اشاعت اور فروخت پر پابندی لگا دی گئی۔

جی۔ ڈبلیو۔ چوہدری اس کے بعد نہ پاکستان میں رہ سکے نہ بنگلہ دیش میں۔ آپ نے امریکہ میں سکونت اختیار کر لی اور پاکستان سے ساتھ اپنی دلچسپی کا اظہار کرتے رہے۔ گزشتہ سال اگست کے مہینے میں ان کی کتاب "پاکستان فوجی اقتدار سے سول حکومت تک انتقال اقتدار کی کہانی" شائع ہوئی اگرچہ اُس وقت سے لے کر اب تک اس سلسلے میں بہت کچھ لکھا جا چکا ہے اور یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ ان حالات پر جی ڈبلیو۔ چوہدری کی کتاب حرف آخر ہے۔ لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ چونکہ انہیں شروع سے پاکستان کے ساتھ دلچسپی رہی اور اسی وجہ سے انہوں نے تین اور کتابیں پاکستان کے متعلق لکھیں "پاکستان میں آئینی ارتقاء" "پاکستان میں جمہوریت" اور "متحدہ پاکستان کے آخری ایام"۔ اس لئے ان کی یہ کتاب بھی قابل مطالعہ ہے جیسا کہ کتاب کے نام ہی سے ظاہر ہے یہ تمام تر واقعاتی بیان ہے اور جیسے سب لوگ جانتے ہیں واقعات کو لوگ اپنی اپنی نظر سے دیکھتے ہیں اور ان کے مختلف نتائج برآمد کرتے ہیں اس لئے ان واقعات کے متعلق بیان سے جو کچھ مصنف نے اخذ کیا ہے۔ اس کے متعلق تو ہم کچھ نہیں کہتے۔ البتہ کتاب کے ایک حصے کی طرف ضرور توجہ دلانا چاہیں گے۔ لکھتے ہیں "پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ سر محمد ظفر اللہ خاں نے اس موضوع پر دستور ساز اسمبلی میں خطاب کے دوران کہا تھا۔ "اس بات کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے کہ مذہب اور سیاست کی علیحدگی کا تصور درحقیقت مذہب کی افادیت اور جامعیت سمجھنے میں ناکامی کی پیداوار ہے مذہب آخر کیا ہے۔ اور اس کا دائرہ عمل کیا ہے۔ مذہب نام ہے ایک طرز زندگی کا جو انسان کو اس قابل بناتا ہے۔ کہ وہ اپنی روحانی اخلاقی جسمانی اور ذہنی صلاحیتوں کو کس طرح بہتر سے بہتر انداز میں استعمال کرے اور کس طرح ان سے بہتر بن استفادہ کرے مذہب کا اصل کام یہ ہے کہ وہ ایک طرف خالق اور مخلوق کے درمیان ایک بہترین اور قابل عمل تعلق کا تعین کرے۔ اور دوسری طرف انسانوں کے درمیان زندگی کے تمام معاملات میں بہترین تعلق قائم کرے سیاست کیا ہے انسان اور انسان کے درمیان تعلقات کا صرف ایک شعبہ اس پہلو سے دیکھئے تو وہ لوگ جو سیاست اور مذہب کے لئے الگ الگ دائرے تلاش اور متعین کرنے کی کوشش کرتے ہیں وہ مذہب کے دائرہ عمل کا ایک بہت ہی محدود تصور رکھتے ہیں اور ان کے نزدیک مذہب زیادہ سے زیادہ خالق اور انسان کے درمیان ذہنی رابطے کا یا چند مخصوص عبادات کی ادائیگی کے طریقوں کا نام ہے لیکن یہ مذہب کے بارے میں اسلام کا تصور نہیں ہے"

ایک پریس وزٹ

میری دلچسپی اور فرمائش کے پیش نظر ہمارے میزبانوں نے شہر کے سب سے بڑے اخبار شارلٹ آبزرور کے دفتر کی وزٹ کا پروگرام بھی بنایا۔ شارلٹ آبزرور لاکھوں کی تعداد میں چھپتا اور شمالی کیرولینا کے علاوہ بہت سی دوسری ریاستوں میں بھی فروخت ہوتا ہے۔ اخبار کی پرشکوہ عمارت کئی منزلوں پر مشتمل ہے۔ دوسرے اخباروں کی طرح اس کا پریس بھی تہ خانہ میں ہے جہاں ایک کی بجائے متعدد چار یونٹ مشینیں موجود ہیں۔

استقبالیہ کاؤنٹر پر ہمارے گائیڈ نے اپنا نام بتا کر اوپر جانے کی اجازت طلب کی۔ سب سے پہلے ہم ایڈیٹر کے کمرے میں پہنچے۔ جس نے ہمیں اخبار کی اشاعت۔ بجٹ۔ اور پالیسی سے آگاہ کیا اور اس کے مختلف شعبوں سٹاف اور طریق کار کی وضاحت کی۔ پھر ایک صاحب ہمیں اخبار کے مختلف شعبے دکھانے لے گئے۔ نیوز روم ہمارے اخبارات کے نیوز روم سے بالکل مختلف تھا۔ یہاں ٹیلی پرنٹر کی کریڈ (ٹائپ شدہ خبریں) میزوں پر موجود تھیں نہ مختلف طرح کے سماجی اور سیاسی رہنماؤں اور ورکروں کے لیٹر پیڈ پر بھیجی گئی پریس ریلیز سب ایڈیٹر اور رپورٹرز محض کمپیوٹر کے سامنے بیٹھے کام کر رہے تھے ان کے پاس قلم تھے نہ کاغذ۔ ہمیں بتایا گیا کہ رپورٹرز اپنی لائی ہوئی خبریں اپنے کمپیوٹر ٹرمینل کے ذریعے اپنے کاپی انچارج کے بڑے کمپیوٹر کو فیڈ کر دیتے ہیں۔ انچارج مختلف ذرائع سے حاصل ہونے والی خبروں سے انتخاب کر کے ان کی ایڈیٹنگ کا کام اپنے کمپیوٹر ہی پر کر لیتا ہے۔ اور کمپیوٹر کے مانیٹر (سکرین) پر سب کچھ دیکھ کر اپنی کاپی کا مواد فائینل کرتا ہے۔ میں نے دفتر کے طریق کار کی وضاحت کرنے والے ادارتی عملے کے سینئر رکن سے پوچھا آپ کی نیوز ایجنسیز کے ٹیلی پرنٹر سے موصول ہونے والی کریڈ کہاں ہے؟ اس نے تعجب سے پوچھا کریڈ کیا ہوتی ہے۔ میں نے بتایا کہ نیوز ایجنسی کی ٹیلی پرنٹر مشین کے ذریعے ٹائپ کی صورت میں حاصل ہونے والی خبریں کریڈ کہلاتی ہیں۔ اس نے بتایا کہ ان کے اخبار میں کاغذ پر ٹائپ شدہ خبریں ٹیلی پرنٹر سے موصول نہیں ہوتیں بلکہ ٹیلی پرنٹر کی بجائے نیوز ایجنسی والوں کے وائر (تار) کا کنکشن ایک کمپیوٹر سے ہے۔ اس میں ایجنسی کی بھیجی ہوئی تمام خبریں ریکارڈ ہو جاتی ہیں۔ اس کمپیوٹر سے سب ایڈیٹر کے کمپیوٹر کا رابطہ ہے وہ اپنی اپنی کاپی یا سیکشن کے لئے اس سے ضرورت کے مطابق خبریں اپنے کمپیوٹر کی سکرین پر حاصل کر لیتے ہیں۔

(ڈاکٹر شفیق جالندھری)

ہر ایک بدی سے بچو اور ہر ایک نیکی کے حاصل کرنے کیلئے کوشش کرو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یاد رفتگان

منصور احمد تاثیر

حضرت مولوی غلام علی صاحب راجیکی

حضرت نانا جان مولوی غلام علی صاحب راجیکی (اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو) بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کے رفیق تھے۔

آپ کا آبائی گاؤں موضع "راجیکی" ضلع گجرات تھا اور آپ حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکی (اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو) کے چچا زاد تھے۔ رفاقت کی سعادت آپ کو اپنی چھوٹی عمر میں ہی نصیب ہوئی تھی حضرت بانی سلسلہ کے رفقاء نے اپنے اپنے وقت پر اپنے مولا کریم کے حضور حاضر ہو کر اپنی زندگیوں کو ایک اعلیٰ نمونہ اور مثال بنا کر ہم آنے والی نسلوں کی راہنمائی فرمائی ہے۔ اور سلسلہ سے تعلق اور وابستگی کا ایسا نمونہ چھوڑ گئے ہیں جن کی پیروی اور ان کے اخلاق و عادات کے ذکر کے ساتھ ان کو اپنانا بھی ہم سب کا فرض ہے۔ اسی فرض کے باعث آج ایک ایسی ہستی کے بارہ میں قلم اٹھا رہا ہوں جو کہ آج ہم میں نہیں ہے۔ کیوں کہ بعض ہستیاں ایسی جگہوں پر تھیں جن کا علم آج کی نسل کو نہیں ہے۔ اُن کے بارہ میں جان کر اپنے پیاروں کیلئے دعائیں کر سکیں۔

حضرت نانا جان مولوی غلام علی صاحب راجیکی کے بارہ میں لکھنے کی ایک وجہ یہ ہے کہ میرے خالہ زاد بھائی خالد منصور صاحب جب انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور میں زیر تعلیم تھے تو ان کے ساتھ ان کے ایک اور ساتھی جن کا تعلق منڈی بہاؤالدین کے قریب کسی گاؤں سے تھا ایک دوسرے سے یہ پوچھ رہے تھے کہ بھئی تمہارے خاندان نے احمدیت کیسے قبول کی۔ برادرم نے جواب دیا ہم تو جد سے احمدی چلے آرہے ہیں کیوں کہ ہمارے بزرگوں نے بانی سلسلہ حضرت اقدس کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ تو جب انہوں نے اُس سے یہ سوال دہرایا تو اُس نے یہ واقع سنایا کہ ہمارے والد صاحب کہتے ہیں کہ ان کے گاؤں میں ایک غلام علی نامی شخص سکول میں بطور مدرس تعینات ہوئے اور وہ احمدی تھے۔ اُن کی صحبت سے میرے والدین احمدی ہوئے اور ہمارے خاندان پر اُس شخص کا اتنا بڑا احسان ہے کہ ہم سب اُن کے اس احسان کی وجہ سے احسان مند ہیں۔ بلکہ ہماری آنے والی نسلیں بھی اُن کی احسان مند رہیں گی۔ جب اُس نے یہ بات سنائی تو میرے خالہ زاد بھائی نے جواب دیا جانتے ہو وہ کون تھے۔ کہنے لگا نہیں۔ اُس نے کہا وہ میرے نانا حضرت مولوی غلام علی صاحب راجیکی رفیق بانی سلسلہ تھے۔ دوستی تو پہلے ہی تھی لیکن وہ اُٹھ کر کھڑا ہو گیا اور زور سے گلے ملا کہ دونوں آبدیدہ ہو گئے تو میں نے سوچا کہ ان کے بارہ میں کچھ نہ کچھ لکھا جائے۔ نہ جانے کتنے ہوں گے جو نام سے واقف ہوں لیکن جانتے نہ ہوں۔

حضرت نانا جان کا خاندان اپنے بزرگوں کی وجہ سے ایک بڑا خاندان تھا اور دینی لحاظ سے برگزیدہ خاندان تصور کیا جاتا تھا بلکہ آج تک کیا جاتا ہے۔ آپ کے سب بزرگ جو کہ آبائی گاؤں "راجیکے" ضلع گجرات سے تعلق رکھتے تھے۔ علم کے لحاظ سے اپنے علاقے میں سب سے زیادہ علم رکھتے تھے۔ اور ان کے بہت مرید تھے۔ آپ کے خاندان کی آج تک پیری مریدی کی گدّی قائم ہے۔ لیکن دنیاوی آنکھوں سے دین حق کی آواز پر لبیک کہنے اور اس کو پہچاننے کا موقع آپ کے خاندان میں جن کو نصیب ہوا وہ چند ایک ہی ہیں کیوں کہ دین کو دنیا پر مقدم کرنا بڑا مشکل کام ہے اور یہ کام ایمان اور خوفِ خدا رکھنے والا انسان ہی کر سکتا ہے۔ جو کہ اپنے آقا کی آواز پر تن من دھن کی بازی لگانا جانتا ہو۔

آپ کے خاندان کے حالات حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکی (اللہ آپ پر راضی ہو) کی کتاب "حیات قدسی" میں یوں بیان ہیں۔ میرے دادا حضرت میاں پیر بخش صاحب کے پانچ صاحبزادے تھے۔

(۱) حافظ برخوردار صاحب۔ (۲) میاں علم دین صاحب۔ (۳) میاں کرم دین صاحب (جو کہ حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکی کے والد محترم تھے) (۴) میاں شمس الدین صاحب (۵) سب سے چھوٹے حافظ نظام الدین صاحب (والد محترم حضرت نانا جان مولوی غلام علی صاحب راجیکی) تھے۔ ان پانچوں بھائیوں میں سے حافظ برخوردار اور میاں شمس الدین صاحب تو سیدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے دعویٰ سے قبل ہی فوت ہو گئے تھے۔ اور حضرت میاں علم الدین صاحب اور حضرت حافظ نظام الدین صاحب (اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو) حضور اقدس پر ایمان لے آئے تھے۔ اور حضور کے رفقاء میں شامل تھے۔ یہاں پر یہ ایمان افروز ذکر قابلِ تحریر ہے کہ حضرت نانا جان کے والد محترم حضرت حافظ نظام الدین صاحب (اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہو) ۱۳۱۷ھ میں جلد ہی اپنے مولا حقیقی سے جا ملے تھے۔ ان کی فوتیدگی کے بارہ میں حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی (اللہ آپ سے راضی ہو) کی کتاب "حیات قدسی" میں ہی تحریر ہے کہ ان کی فوتیدگی پر بعض لوگوں کو منذر خوابیں آئی تھیں اور میں نے بھی خواب دیکھا تھا کہ سیدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ ہمارے گاؤں میں تشریف لائے ہیں اور حضور کے ساتھ ایک جماعت ہے۔ میں نے حاضر ہو کر جب تشریف آوری کی وجہ دریافت کی تو حضور اقدس نے فرمایا ہم حافظ نظام الدین صاحب کا جنازہ پڑھنے کے لئے آئے ہیں۔

حضرت نانا جان مولوی غلام علی صاحب راجیکی (اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو) کی زندگی ایک کامل اور مکمل انسان کی زندگی تھی آپ اُن سب خوبیوں کے مالک تھے جو حضرت اقدس اپنے رفقاء میں پیدا کرنا چاہتے تھے۔ تاکہ آنے والی نسلیں ان سے بہرہ ور ہو سکیں۔ آپ کی زندگی کے واقعات آج تک لوگ سناتے اور یاد کرتے ہیں۔ غریبوں کی مدد کرنا۔ بیواؤں اور یتیموں کا سہارا بننا معذوروں کی مدد کرنا۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنا۔ علم سکھانا اور پڑھانا آپ کا پیشہ تھا۔ لیکن دینی تعلیم بھی اسی طرح پڑھاتے تھے۔ زبان پر ہر وقت درود کا ورد اور دعائیں کرنا اُن کا شعار تھا۔ کم گو۔ نورانی چہرہ۔ بصیرت سے منور اور فیصلہ کرنے کی صلاحیت اتنی زیادہ رکھتے تھے کہ کبھی کسی کو جماعتی یا غیر جماعتی معاملہ میں اختلاف رائے پیدا نہ ہوتا تھا۔ اپنوں اور غیروں کے لئے محبت اور شفقت کا مکمل نمونہ تھے۔ اپنی کامل زندگی میں کبھی کسی کو تکلیف نہ دیتے تھے اور مہمان نوازی تو حد سے بڑھ کر تھی مرکز سے جانے والے مہمانوں کی خاطر تواضع اپنا فرض سمجھتے تھے۔ حکمت جو کہ اُنکو ورثہ میں ملی تھی۔ اُس میں اعلیٰ بصارت رکھتے تھے۔ ہر امیر و غریب کا علاج دن رات مسلسل بغیر کسی لالچ کے کرتے تھے دین سے لگاؤ اور محبت اتنی زیادہ تھی کہ گاؤں میں دعوت الی اللہ کے علاوہ ملازمت کے سلسلہ میں جہاں جہاں بھی رہے لوگ ان سے مستفیض ہوئے اور سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ کیوں کہ پنجابی میں نظمیں بھی کہتے تھے اس لئے آپ نے اپنی بہت سی نظمیں لکھیں تو جو لوگوں سے خوش الحانی سے پڑھواتے رہتے تھے اگر جماعت میں کسی کی شادی کی خوشی ہوتی تو اُن کو اُسی وقت پنجابی میں حضرت اقدس اور جماعت کے متعلق ٹپّے (یعنی شعر) لکھ کر دیتے کہ دنیاوی گانوں کی جگہ آپ یہ گائیں تاکہ دعوت الی اللہ کا سلسلہ بھی بنا رہے۔ غرض جیسا رنگ ہوتا ویسی ہی تربیت فرماتے۔

بچوں کے سوالوں کے جواب اس رنگ میں دیتے کہ کسی بچے کا دل تک نہ دکھنے دیتے۔ میری والدہ صاحبہ امتہ السلام صاحبہ اہلیہ مولوی محمد احمد صاحب نعیم۔ مربی سلسلہ نے یہ واقع سنایا کہ جب وہ چھوٹی تھیں تو حضرت ابا جان کھانے کے وقت کہیں باہر سے تشریف لائے تو محترمہ والدہ صاحبہ (رابعہ بی بی جو کہ رفیق حضرت اقدس حضرت میاں غوث محمد صاحب آف سعد اللہ پور کی صاحبزادی ہیں) نے فرمایا کہ ابا جان سے کھانے کیلئے پوچھو تو میں نے بچپنے کی وجہ سے جا کر پوچھا ابا جی کہ ابا جان سے کھانے کیلئے پوچھو۔ تو میں نے بچپنے کی وجہ سے جا کر پوچھا۔ ابا جی آپ نے روٹی نہیں کھانی۔ تو جواب فرمایا نہیں بیٹا۔ حالانکہ کھانے کا وقت تھا اور آپ اسی غرض سے گھر تشریف لائے تھے۔ بعد میں میری والدہ صاحبہ نے دریافت فرمایا کہ آج آپ نے کھانا کیوں نہیں کھایا۔ تو ہنس کر فرمانے لگے کہ بیٹی امتہ السلام نے مجھ سے کھانے کو کب کہا تھا۔ اُس نے تو کہا تھا کہ کھانا نہیں کھانا تو میں نے کہا ٹھیک ہے نہیں کھاتا۔ غرض اتنا پیار اپنوں اور غیروں کیلئے تھا کہ جو ہمارے لئے مثال ہے۔

آپ ملازمت کے سلسلہ میں اپنے سسرال موضع سعد اللہ پور ضلع گجرات میں مستقل طور پر رہائش پذیر ہوئے اور موضع میں اتنی مضبوط اور منظم جماعت قائم کی اور ایسے رنگ میں تربیت فرماتے رہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ کبھی کوئی مسئلہ یا ذاتی عناد پیدا نہ ہوا۔ اور آخر وقت تک آپ جماعت سعداللہ پور کے صدر رہے۔ آج تک جماعت ان کی تربیت اور فیوض سے بہرہ ور ہو رہی ہے۔ کیونکہ آج کل ان کے بیٹے محبوب احمد صاحب (اپنے حقیقی ماموں مولوی غلام محمد صاحب اوّل مدرس سعداللہ پور جو حضرت ناناجان کے برادر نسبتی تھے وہ جماعت کے صدر منتخب ہوئے تھے اور ان کے بعد) جماعت کے صدر ہیں۔

غرض جماعت احمدیہ سعداللہ پور کی ایسی تربیت فرمائی کہ جماعت کے قیام سے آج تک اس خاندان کو سلسلہ احمدیہ کی خدمت کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ ہماری دعا ہے کہ یہ مقام اور ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان بزرگوں کی قربانیوں کی وجہ سے عنایت فرمائی ہے اس کو صحیح رنگ میں سمجھنے اور دین کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرت ناناجان بھی دعا گو بزرگ تھے اور اُن کی دعا کی قبولیت کے بہت سے واقعات ہیں لیکن طوالت کے ڈر سے تحریر کرنے سے قاصر ہوں۔ صرف ایک واقعہ تحریر کر رہا ہوں کیونکہ اس کے شواہد میں آج بھی احمدی کیا غیر احمدی بھی موجود ہیں۔ موضع سعداللہ پور جو کہ دریائے چناب کے کنارہ پر واقع ہے ہر سال سیلاب کی وجہ سے تباہی کے علاوہ جو خدشہ درپیش تھا وہ یہ تھا کہ دریا اپنا رخ گاؤں کی طرف کر رہا تھا۔ اس خطرے کی وجہ سے گاؤں کے سب لوگ اکٹھے ہو کر حضرت ناناجان کے پاس آئے اور آپ کو دعا کیلئے درخواست کی آپ نے اپنے خدا کے حضور ایسی دردمندی سے دعا فرمائی کہ اُس کے نتیجہ میں جب سیلاب آیا تو دریا کا بہاؤ تبدیل ہو کر دوسرے کنارہ کی طرف ہو گیا۔ اور اس واقعہ کا لوگ آج تک ذکر کرتے ہیں۔

ایک واقعہ آپ کی بزرگی کا بھی بغرض استفادہ تحریر کر رہا ہوں۔ کہ آپ کا ڈیرہ باہر جنگل کے قریب تھا۔ جب فصل پک کر تیار ہو گئی تو چند دیہات کے لوگ چوری کی غرض سے رات کو گئے اور جنس کی گٹھڑیاں بھر کر روانہ ہونے لگے تو انہیں نظر ہی کچھ نہ آئے وہ چکر لگائیں اور گھوم کر پھر وہاں آجائیں۔ ایسا انہیں محسوس ہو کہ ان کی بینائی ختم ہو جاتی ہے وہ گٹھڑیاں نیچے رکھدیں تو بینائی بحال ہو جائے۔ ایسا ہی دو تین دفعہ ہوا تو وہ سارا اناج چھوڑ کر واپس چلے گئے۔ اور صبح حضرت ناناجان کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا واقعہ خود ہی سنایا جب واقعہ سنا تو اُن کو فرمانے لگے کہ میرا مال سمجھ کر چوری کر رہے تھے لیکن تمہیں کیا علم کہ اُس میں خدا کا حصہ بھی تھا۔ غرض ایسے ہزاروں واقعات سے ان کی زندگی بھرپور رہی۔

آخر میں حضرت ناناجان حضرت مولوی غلام علی صاحب راجیکی (اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو) کے بارہ میں "حیات قدسی" میں سے وہ حصہ جو حضرت غلام رسول صاحب راجیکی (اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو) نے فرمایا تحریر کر کے ختم کرتا ہوں آپ تحریر فرماتے ہیں۔

خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ حضرت حافظ نظام الدین صاحب (اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو) کی اولاد میں خدا تعالیٰ نے عزیز القدر میاں غلام علی صاحب سابق صدر جماعت احمدیہ سعداللہ پور کو بھی حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی رفاقت سے نوازا اور وہ اپنے بزرگ اور خدا یار والد کے نعم الخلف ثابت ہوئے۔ اب وہ تقریباً تین سال کا عرصہ ہوا فوت ہو چکے ہیں۔ (یاد رہے آپ کی وفات ۱۹۴۸ء میں ہوئی تھی) مگر اپنے ختمِ حیات تک تقوی و طہارت اور احمدیت میں نمونہ کے انسان تھے۔ اپنی زندگی کا اکثر حصہ محکمہ تعلیم کی ملازمت کے سلسلہ میں موضع سعداللہ پور میں ہی گزارا۔ مگر کبھی کبھار آپ اپنی زمین کی بٹائی کیلئے یا دعوت الی اللہ کی غرض سے موضع راجیکی بھی تشریف لے جاتے تھے اور یہ انہی کا حوصلہ تھا کہ وہ راجیکی ایسی سنگلاخ زمین میں خدا کا پیغام سنانے سے کبھی نہ ہچکچاتے تھے۔ ایک مرتبہ ہمارے بڑے چچا حافظ برخوردار صاحب کے بڑے بیٹے حافظ غلام حسین نے انہیں دعوت الی اللہ کرتے ہوئے مارا بھی تھا۔ مگر آپ نے اس توہین کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا اور جیتے جی اس سے نہ رکے۔ خدا تعالیٰ ان کی روح پر ازلی و ابدی رحمتیں نازل کرے اور ان کی اولاد کو دینی و دنیاوی نعمتوں سے نوازے۔

آپ پھر "الٰہی تصدیق" کے عنوان میں تحریر فرماتے ہیں کہ عزیزم میاں غلام علی صاحب (خدا تعالیٰ آپ پر راضی ہو) کے تذکرہ میں یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ جب میاں صاحب موصوف بھی احمدی ہو گئے تو ہم دونوں نے مل کر متحدہ طور پر دعوت الی اللہ شروع کر دی۔ جس کی وجہ سے عام لوگ ہمیں برا بھلا کہتے تھے

چنانچہ ایک روز بعض لوگوں نے ہمارے گاؤں کے ایک بااثر آدمی حاکم دین ولد خنجر کے پاس ہماری برائی کرتے ہوئے کہا۔ ان مرزائیوں نے ہمارے گاؤں کو اور اپنے بزرگوں کو بدنام کر دیا ہے۔ اُس نے جب ان خرافات کو سنا تو رات کو خواب میں دیکھا کہ ہمارے گذشتہ بزرگوں میں سے ایک بزرگ اسے ملے ہیں اور فرماتے ہیں کہ یہ لوگ اُنہیں (احمدیوں) کیوں بُرا کہتے ہیں۔ دراصل ایمان والے تو یہی ہیں۔ اس خواب کے بعد حاکم دین نے مرنے تک اپنی زبان سے کوئی بُرا کلمہ احمدیوں کے متعلق نہ نکالا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان تمام بزرگان کے درجات بلند فرمائے اور ہم سب کو ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ڈاکٹر مبین الحق خان

ادویات کا بے جا استعمال
اور
اس کے مضر اثرات

اصولاً ہر مرض کی دوا موجود ہے۔ اور کوئی مرض ایسا نہیں۔ جس کی دوا موجود نہ ہو۔

مستند ڈاکٹر کی تشخیص اور تجویز کردہ نسخے کے بعد دوا کا استعمال انسانی جان بچانے کا موجب ہوتا ہے۔ بصورت دیگر وہی دوا انسانی جان کیلئے خطرناک ثابت ہوسکتی ہے۔

یہ بات مشاہدہ میں آئی ہے کہ ہمارے ملک میں یا تو مریض خود ہی اپنے لئے دوائیں تجویز کرتا ہے۔ یا اس سلسلہ میں غیر مستند اشخاص سے مدد لیتا ہے۔ مزید یہ کہ یہی دوائیں کھلے عام کیمسٹ کی دوکانوں سے باآسانی دستیاب ہوتی ہیں۔

اس کے برعکس یورپ اور دوسرے ترقی یافتہ ممالک میں مستند ڈاکٹر کے نسخہ کے بغیر دوا کا حصول ناممکن ہوتا ہے۔

خود میں نے انگلستان میں اس چیز کا مشاہدہ کیا ہے کہ جب بھی کسی کو کوئی بیماری لاحق ہوتی ہے۔ تو وہ ڈاکٹر سے رجوع کرتا ہے۔ پھر اس کا تجویز کردہ نسخہ کیمسٹ کے پاس جاتا ہے۔ تب جا کر دوا کا حصول ممکن ہوتا ہے۔

جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے۔ کہ جو دوا جان بچانے کے کام آتی ہے۔ اگر اس کو ڈاکٹری مشورہ سے ایک خاص مقدار اور مقررہ عرصہ کے لئے استعمال کیا جائے تو وہ مریض کے لئے فائدہ مند ہوتی ہے۔ ورنہ جان لیوا ثابت ہوسکتی ہے۔

مثلاً اسپرین (ASPIRIN) ہی کو لیجئے۔ یہ ایسی دوا ہے۔ جس سے ہر چھوٹا بڑا واقف ہے۔ اگر اس کا مستند ڈاکٹر کی نگرانی میں استعمال کیا جائے۔ تو یہ دوا جسم کے دردوں اور دل کے امراض کے لئے مفید ہوتی ہے۔ بصورت دیگر یہی دوا معدہ میں زخم اور دمہ کی بیماریوں کو جنم دیتی ہے۔ جو بالآخر مہلک ثابت ہوسکتی ہے۔

میں یہاں چند مزید روز مرّہ استعمال کی دواؤں کا تذکرہ کرنا ضروری سمجھتا ہوں تاکہ عوام الناس کو قیمتی انسانی جان پر دواؤں کے بد اثرات کی اہمیت کا اندازہ ہو جائے۔ اور وہ مستند ڈاکٹر کے مشورہ کے بغیر کوئی دوا اپنے طور پر استعمال کرنے سے گریز کریں۔

سٹیرائیڈز (STERIODS) یا کارٹی سون (CORTISONE):-

یہ دوائیں جاں بلب مریضوں کے لئے نئی زندگی کی روشنی ثابت ہوتی ہیں۔ یہ گرا ہوا بلڈ پریشر (LOW BLOOD PRESSURE) کو نارمل حالت میں لانے کے لئے استعمال ہوتی ہیں۔ نیز دیگر مہلک امراض جیسے دمہ، دماغ کی سوزش۔ خون کے سرطان۔ الرجی۔ جوڑوں کے درد نیز آنکھوں کی سوزش اور امراض جلد میں ان کا مستند ڈاکٹر کی زیر نگرانی استعمال انتہائی مفید ثابت ہوتا ہے۔

بصورت دیگر ان کا بے جا استعمال بہت سے مہلک امراض کو جنم دیتا ہے۔ مثلاً بلڈ پریشر کی زیادتی۔ معدہ میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

زخم یا السر۔ زخم کا مندمل نہ ہونا۔ ذیابیطس نیز بیماریوں کے خلاف قوت مدافعت میں کمی جس سے انسانی جسم پر بیماریوں کا حملہ اور انفکشن کا پھیلاؤ وغیرہ۔

اینٹی بائیوٹکس
(ANTI BIOTICS)

ان دواؤں کو جراثیم کش دوائیں کہا جاتا ہے جو کہ جسم میں پیدا شدہ انفکشن (INFECTION) کو دور کرنے کے لئے استعمال ہوتی ہیں۔ ان چند روزمرہ استعمال کی دواؤں میں سپٹران (SEPTRAN) ایریتھروسین (ERYTHROCIN) ٹیٹراسائکلین TETRACYCLIN. جنٹاسین (GENTACIN) اور پنسلین (PENICILLIN) شامل ہیں۔

ان ادویات کا ڈاکٹری مشورہ کے مطابق صحیح خوراک اور عرصہ استعمال جاں بلب مریضوں کے لئے زندگی کا پیام ہوتا ہے بصورت دیگر یہی دوائیں بجائے زندگی کے موت کا موجب بن سکتی ہیں۔ ان دواؤں کے مضر اثرات میں سے چند ایک قابل ذکر ہیں۔

ان دواؤں خصوصاً پنسلین کا انسانی جسم پر شدید قسم کا ردعمل (REACTION) ہوتا ہے۔ جو جان لیوا ثابت ہو سکتا ہے۔

بعض دوائیں انسان کے گردوں پر بُرا اثر ڈالتی ہیں اور بسا اوقات گردے اپنا کام چھوڑ دیتے ہیں۔ جس سے انسان موت کے منہ میں چلا جاتا ہے۔ اسی طرح بعض دوائیں جنکا تعلق ٹیٹراسائکلین (TETRACYCLINE) گروپ سے ہے۔ وہ دانتوں اور ہڈیوں کی نشوونما (خصوصاً بچوں کی) میں رکاوٹ کا باعث بنتی ہیں۔ اینٹی بائیوٹک ادویہ کے استعمال سے وہ جراثیم جو آنتوں میں ہوتے ہیں۔ اور خون وغیرہ بنانے میں معاون ہوتے ہیں ختم ہو جاتے ہیں جس سے جسم میں کمزوری واقع ہو جاتی ہے۔

نیز بعض ادویہ جن میں کلورومائسٹین (CHLOROMYCETIN) دوا قابل ذکر ہے۔ کے بے جا اور زیادہ استعمال سے اس کا اثر ہڈیوں کے گودے میں خون بنانے کی صلاحیت مفقود کر دیتا ہے جس سے خون کی کمی اور قوت مدافعت کم ہو جاتی ہے۔

اسی طرح ان ادویہ کے استعمال سے بعض جراثیم مر جاتے ہیں نیز ساتھ ہی بعض جراثیم تیزی سے بڑھنے لگتے ہیں۔

آخر میں میں ایک اصول کی طرف توجہ دلانا مناسب سمجھتا ہوں۔ کہ اگر دوا کی ضرورت نہ ہو تو اسے قطعاً استعمال نہ کریں۔ اور اگر ڈاکٹر آپ کو مشورہ دیتا ہے۔ کہ فلاں دوا استعمال کریں۔ تو اس سے ہرگز غفلت نہ برتیں۔ اور اس کا نسخہ کے مطابق استعمال کریں ٭

اخبار احمدیہ

درخواست دعا

● ـــ مکرم عبدالقیوم انجم صاحب کی والدہ صاحبہ کی طبیعت سخت خراب ہے۔

● ..... عزیز سہیل محمود بابر ابن محمود اللہ صاحب طاہر ڈسکہ کلاں دائیں ٹانگ پر سوزش کی وجہ سے بہت بیمار ہیں۔

● ..... مکرم مشتاق احمد صاحب گورایہ اکاؤنٹنٹ محمود آباد سٹیٹ درد کی وجہ سے بیمار ہیں۔ ڈاکٹروں نے اپریشن تجویز کیا ہے۔

احباب ان سب کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا کریں۔

سانحہ ارتحال

● خاکسار کے خسر مکرم مولوی فضل الدین بنگوی صاحب محلہ نصیر آباد ربوہ مورخہ ۸ اگست ۱۹۸۹ء بروز منگل بعد دوپہر وفات پا گئے۔ آپ کا تعلق بنگہ شہر ضلع جالندھر سے تھا۔ ۲۹ دسمبر ۱۹۱۲ء کو حضرت فضل عمر کے ہاتھ پر بیعت کی۔ موصوف موصی تھے۔ وفات کے وقت عمر ۸۹ سال تھی۔

احباب انکی بلندی درجات کے لئے دعا کریں۔

(صوفی عبدالغفور، کارکن وقف جدید)

● خاکسار کے والد صاحب مولوی غلام محمد صاحب کشمیری آف عالم گڑھ ضلع گجرات مورخہ ۱۰ اگست کو ربوہ میں وفات پا گئے ہیں۔ اسی روز بیت المہدی میں بعد از نماز مغرب نماز جنازہ کے بعد بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی۔ موصوف ۱۹۳۴ء میں احمدیت میں داخل ہوئے۔ ۱۹۴۲ء میں ۱/۸ حصہ کی وصیت کی۔

احباب جماعت سے درخواست ہے دعا کریں اللہ تعالیٰ انہیں بلند درجات عطا فرمائے۔ اور پسماندگان کا حافظ و ناصر ہو۔

(عبدالرزاق بٹ مربی سلسلہ)

.... نہایت افسوس سے تحریر ہے کہ دفتر لجنہ مرکزیہ کی انتہائی فرض شناس بے لوث اور مخلص کارکن مکرمہ بشریٰ ناہید صاحبہ بنت فیروز دین صاحب مورخہ ۱۵ اگست ۱۹۸۹ء بروز منگل وفات پا گئیں۔

موصوفہ چند ماہ سے بعارضہ قلب شدید طور پر بیمار تھیں۔ اور اب تقریباً گیارہ دن سے فضل عمر ہسپتال میں داخل تھیں۔ ہر ممکن علاج کے باوجود عمر نے وفا نہ کی۔

ان کے والدین پہلے ہی انتقال کر چکے تھے۔ اب معمر نانی جان اور دو بہنیں اور دو بھائی پیچھے چھوڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کا حافظ و ناصر ہو۔ اور ان سب کو یہ عظیم صدمہ برداشت کرنیکی ہمت دے اور بشریٰ ناہید کے درجات بلند کرے۔

(آفس سیکرٹری لجنہ مرکزیہ)

اعلان برائے لجنات

لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کا مالی سال ختم ہونے میں تقریباً ایک ماہ باقی رہ گیا ہے۔ لیکن ابھی تک مجوزہ بجٹ میں بہت کمی آ رہی ہے تمام لجنات کو بار بار بذریعہ خطوط یاد دہانی کروائی گئی۔ نادہند لجنات کو بارہا خطوط لکھے۔ ضلعی صدران کو بھی خطوط لکھے گئے۔ لیکن ابھی تک چندہ کی وصولی کی شرح بہت کم ہے جو کہ لمحۂ فکریہ ہے۔ تمام صدران اس طرف فوری توجہ دیں۔ اپنے بقایا جات اور نادہند لجنات اپنے چندے ۱۵ ستمبر سے قبل بھجوائیں۔ ہر لجنہ کی یہ کوشش ہونی چاہیئے کہ وہ نادہند نہ رہے۔

سیکرٹری مال لجنہ مرکزیہ

اطلاعاً عرض ہے کہ اگست ستمبر ۸۹ء کا شمارہ لجنہ نمبر ہوگا۔ جو ستمبر ۸۹ء میں پوسٹ کیا جائیگا۔ قارئین اور ایجنٹ حضرات نوٹ فرما لیں۔

ایڈیٹر مصباح

موسم گرما کی تعطیلات کے بعد ماڈرن ایجوکیشن سکول کھل چکا ہے۔ خواتین اساتذہ کی ضرورت ہے۔ ان کا انٹرویو ۲۷ اگست بروز اتوار ہوگا۔

پرنسپل
ماڈرن ایجوکیشن سکول ربوہ

ضرورت ڈرائیور

ایک تجربہ کار ڈرائیور کی ضرورت ہے۔ تنخواہ حسب لیاقت دی جائیگی۔
رابطہ: لاہور۔ فون نمبر ۸۴۱۴۱۵
پتہ
N-۶۳ ماڈل ٹاؤن ایکسٹینشن۔ لاہور

کمزوری نظر کورس
EYESIGHT COURSE
۴۰ روزہ کورس
قیمت -/۷۵

کمزوری نظر دور کورس
MYOPIA COURSE
۴۰ روزہ کورس
قیمت -/۷۵

کمزوری نظر مطالعہ کورس
READING EYESIGHT COURSE
۴۰ روزہ کورس
قیمت -/۷۵

بھینگا پن کورس
SQUINT COURSE
۴۰ روزہ کورس
قیمت -/۷۰

دو نظری کورس
DIPLOPIA COURSE
۴۰ روزہ کورس
قیمت -/۷۵

آنکھوں کے متعلق تفصیلی لٹریچر ۳/- کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر منگوائیں۔
کیورٹو میڈیسن کمپنی
گولبازار۔ ربوہ
فون: سیلز، کلینک، رہائش ڈاکٹرز
۷۷۱، ۶۰۶، ۶۰۷

بقیہ: اختتامی خطاب

ہوں۔ میں نے آج تک ان کو کسی کے لئے نرم ہوتے ہوئے نہیں دیکھا جتنا آپ کے لئے نرم ہوتے ہوئے دیکھا، ان کے دِل سے معلوم ہوتا تھا کہ آپ کے لئے محبت پھوٹ رہی ہے، پرائم منسٹر نے نہائت ہی محبت اور شفقت کا ثبوت دیا اور مجھے اپنے دستخطوں کے ساتھ فجی کی ایک کتاب دی جس میں ایسی پیاری اور محبت بھری عبارت لکھی ہوئی ہے کہ ان کی پرائیویٹ سیکرٹری نے وہ کتاب منسٹر کو دیتے ہوئے کہا

"WHAT HAS THIS MAN DONE WITH OUR PRIME MINISTER"

اس نے کہا کہ کبھی انہوں نے کسی آنے والے کے لئے یہ الفاظ نہیں لکھے یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے چلائی ہوئی ہوائیں تھیں جن سے ہم لطف اندوز ہوتے رہے۔ اور دل عجیب کیفیات میں مبتلا رہا جس کا اظہار الفاظ میں ممکن ہی نہیں،

حضور نے وہاں کی کیفیات بیان کرتے ہوئے بتایا کہ

ہمارے مشن ہاؤس کے احاطہ میں جاتے ہی تین وزراء تشریف لائے ہوئے تھے اس کے علاوہ ایک وزیر اور لارڈ میئر نے شہر کے معززین کی دعوت کی ہوئی تھی۔ جس میں ہمیں بھی خوش آمدید کہا، پھر ایک مقامی ہوٹل میں استقبالیہ ہوا۔ اس کی کامیابی کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس میں انگلستان، امریکہ، آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ کے سفراء نے بھی شرکت کی اور بعض دوسرے سفارت کار بھی شامل ہوئے،

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

ایک بات کرنی بھول گیا کہ وہاں تیس فجی کے باشندوں نے بھی بیعت کی انہوں نے اپنے اہم نمائندے بھجوائے ہوئے تھے اور یوں وہاں پر تیس افراد کی دستی بیعت ہوئی۔

اس کے بعد آسٹریلیا کے دورہ کا حضور نے تفصیل کے ساتھ ذکر کیا اور فرمایا کہ

وہاں ایک بہت عظیم الشان، خوبصورت اور پیاری بیت الذکر کی تعمیر مکمل ہوئی ہے جس کے لئے جماعت نے بے انتہا وقار عمل کر کے بہت سا پیسہ بچایا ہے۔

آسٹریلیا کے بعد نیوزی لینڈ کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ صرف دو سال سے وہاں جماعت قائم ہے کوئی ایسا رسوخ نہیں وہاں بھی خدا نے مجھ پر ظاہر فرمایا کہ تمہاری کوششوں کا کوئی دخل نہیں جب آسمان پر فیصلے ہوں کہ خدا کے بندوں کو عزت ملنی ہے تو خدا کے بندوں کو عزت عطا کی جاتی ہے۔ چنانچہ جب میں اور میری بیگم ائیرپورٹ سے باہر نکلے تو میں نے دیکھا کہ ایک بزرگ صورت انسان ان کے ساتھ ایک بزرگ صورت خاتون کھڑی ہوئی تھیں اور ان کے ساتھ کچھ مرد عورتیں اور بچے بھی تھے۔ انہوں نے ہمیں دیکھتے ہی ایک نغمہ شروع کر دیا۔ بڑی عجیب آواز میں ان کا اکٹھا نغمہ پیش کرنا دل پر حیرت انگیز اثر کرنیوالا تھا۔ ہمارے پاؤں وہیں کے وہیں جم گئے اور مجھے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ اس نے بعد میں مجھے ایک تقریب میں کہا کہ میں یہاں کی سب سے بڑی کونسل کو جس کی سربراہ ملکہ کہلاتی ہے خطاب کروں اور میں اس کا انتظام کروں گا۔ نیوزی لینڈ میں بھی جو انٹرویو ہوئے ان کی بھی عجیب کیفیت تھی۔ میں وہاں کل سولہ گھنٹے ٹھہرا ہوں جس میں رات کا آرام بھی شامل ہے۔ دوستوں سے ملاقات ریڈیوز سے انٹرویو۔ ٹیلی ویژن انٹرویو۔ اخباری نمائندوں سے گفت و شنید۔ یہ سب کچھ اس میں شامل ہے۔ جماعت احمدیہ کے ساتھ سوال و جواب اور احمدی خاندانوں سے ملاقاتیں اس کے علاوہ ہیں۔ آپ اندازہ کریں کہ کس طرح وقت گزرا ہوگا۔ ریڈیو والوں نے پہلے ½ گھنٹہ کا انٹرویو لیا۔ پھر ۱۵ منٹ اُور لے لئے اور پھر مزید وقت مانگا تو میں نے معذرت کر لی۔ دوسرے ریڈیوز پر بھی انٹرویوز کی یہی کیفیت رہی

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

ہمارا کوئی رسوخ نہیں۔ کوئی اثر نہیں ہے۔ میں نے ان سے پوچھا کہ یہ کس طرح ہوا ہے آپ کو تو یہاں آئے ہوئے دو سال ہوئے ہیں تو جماعت کے دوستوں نے بتایا کہ ہم نے تو کچھ بھی نہیں کیا۔ بس ٹیلی فون ڈائریکٹری اٹھائی اور پتے لکھ کر دعوت نامے بھجوا دیئے۔ یہ کیوں آئے ہیں ہمیں تو خود اس پر تعجب ہو رہا ہے۔ صرف اللہ کی شان ہے جس نے ان کے دل اس طرف مائل کرنے شروع کر دیئے ہیں۔

اس کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سنگاپور اور جاپان کے دورہ کے بھی مختصر حالات بیان فرمائے اور جلسہ میں آنیوالے مہمانوں کا شکریہ ادا کیا اور پھر آخر میں دوبارہ حکومت برطانیہ کا بھی شکریہ ادا کیا کہ جس نے اس دفعہ ویزا کی سہولتیں گزشتہ سالوں کی نسبت زیادہ بہتر انداز میں دیں۔

آخر پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے لمبی اور پر سوز دعا کروائی اور یہ بابرکت جلسہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ماہنامہ "خالد" اور ماہنامہ "تشحیذ الاذہان" کی شرح چندہ میں اضافہ

یکم جنوری ۱۹۸۴ء سے ماہنامہ خالد کی شرح چندہ ۲۵/- روپے اور تشحیذ الاذہان کی شرح چندہ ۲۰/- روپے مقرر ہے۔

ملک میں شدید مہنگائی کی وجہ سے گزشتہ دو تین سال سے ماہنامہ خالد اور ماہنامہ تشحیذ کی شرح چندہ میں اضافہ کی ضرورت ان کے ہر سال زیر بار ہوجانے کی وجہ سے محسوس ہو رہی تھی۔ پھر بھی مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے کوشش کی کہ اسی چندہ میں خریداران کو رسالہ مہیا کیا جاتا رہے۔

لیکن اب کاغذ کی گرانی۔ ڈاک خرچ میں اضافہ کے ساتھ پریس اور کتابت کے نرخوں اور دیگر متعلقہ اشیاء میں اضافہ کی وجہ سے شرح چندہ میں اضافہ ناگزیر ہوگیا ہے۔ تاکہ یہ رسائل جو پہلے ہی زیر بار ہیں مزید زیر بار نہ ہو جائیں۔

لہٰذا مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے یکم جولائی ۱۹۸۹ء سے ماہنامہ خالد کی سالانہ شرح چندہ ۳۰/- روپے بشرح ماہوار ۳/- روپے، اور ماہنامہ تشحیذ الاذہان کی سالانہ شرح ۲۵/- روپے اور ماہوار ۲/۵۰ روپے مقرر کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

خریداران و ایجنٹ صاحبان مطلع رہیں اور آئندہ نئی شرح کے مطابق ادائیگی فرماکر حسب معمول ادارہ خالد، تشحیذ الاذہان سے تعاون فرمائیں۔

(مینیجر ماہنامہ خالد، تشحیذ الاذہان ربوہ)

نوٹس داخلہ | اشفیق ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر ربوہ منظور شدہ فون ۵۹۲

الیکٹریشن۔ ریفریجریشن اینڈ ایئرکنڈیشننگ ٹریڈز میں دوسالہ اور 6 ماہ کے کورسز میں داخلہ 31 اگست 1989ء تک جاری رہے گا۔ بیرون ملک جانے کے خواہشمند اور جن کو کالجوں میں داخلہ نہیں ملا اور بیکار نوجوان ربوہ میں حکومت کی منظور شدہ فنی تربیت گاہ کی اس سہولت سے فائدہ اٹھائیں امتحان پنجاب بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن۔ لاہور لیتا ہے اور وہی سرٹیفیکیٹ جاری کرتا ہے۔ ہر قسم کے کالجوں میں داخلہ اور سلیکشن بورڈز کی میرٹ لسٹ میں ان ٹیکنیکل کورسز کے سرٹیفیکیٹ کے 5 نمبر بطور غیر نصابی سرگرمیوں کے شامل کئے جاتے ہیں۔ کلاسز - صبح شام

دوا تدبیر ہے اور دعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے

ہمدردانہ مشورہ اور قابل اعتماد اصولی علاج کیلئے **مطب ناصر دواخانہ** (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ

پوسٹ بکس نمبر ۶۰ فون نمبر ۶۳۴

مکمل فہرست ادویہ مع جنتری مفید طبی معلومات پر مشتمل مفت طلب فرمائیں۔